سید ابوالخیر کشفی بنام ذوالکفل بخاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کراچی

۲۳/محرم الحرام ۱۴۲۷ھ

عزیزِ مکرّم! سلامِ مسنون

ماہنامہ تعمیرِ افکار میں آپ کے سفرنامۂ حجاز کا ایک ورق (روشنی، پھول، صبا......) پڑھا۔ من القلبِ الی القلب اور ہرچہ از دلِ خیزد بر دل ریزد کے محاورے پھر سے یاد آ گئے۔

آپ لکھتے رہیے۔ کلام و بیان کی دولت اللہ پاک نے آپ کے خاندان کو عطا کی ہے۔ مگر عزیزم! ہم انسان ہیں، اشرف الخلائق، پھر مسلمان ہیں۔ خلاصۂ کائنات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی تمام بداعمالیوں کے باوجود ہمیں نسبت ہے۔ لفظِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے ہونٹ تر رہتے ہیں۔ تقلیدِ آبا میں اپنے آپ کو کتا کہنا کیا ہمیں زیب دیتا ہے؟

سید ذوالکفل بخاری سلمک اللہ تعالیٰ

دعاؤں کے ساتھ

دعا گو، دعا جو

سید محمد ابوالخیر کشفی

ذوالکفل بخاری بنام سید ابوالخیر کشفی

غرفۃ المدرسین

بتوسطۃ ابی سعید الخدری

املج

۲۷/صفر ۱۴۲۷ھ، ۲۷/ مارچ ۲۰۰۶ء

سیّدی و مخدومی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ابھی بمشکل کوئی آدھ گھنٹہ پہلے وکیلِ مدرسہ (وائس پرنسپل) نے کہا: تمھارا ایک خط آیا ہے۔ خط کھولا، پڑھا۔ اپنی خوبیِ قسمت پر ناز کیا۔

یقیناً کسی ساعتِ سعید میں سوچا گیا یہ خیال اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوا کہ اِس ناکارہ کو استاذ الاساتذہ، مرجعِ خلائق، مخدوم الادباء اور سید الاتقیاء کی خدمت میں حاضری دینی چاہیے۔ آپ کا التفات، ازخود ملا اور یوں کہ میری تمام تر جہالت، بے توفیقی اور غفلت کے باوجود، ''ساقی نے التفات کا دریا بہا دیا'' (پہلا مصرعہ ''پیہم دیا پیالۂ مے، برملا دیا'')

آپ کا یہ مختصر سا گرامی نامہ، مجھے یقین ہے کہ دنیا و آخرت میں، میرے لیے فوز و سعادت کا باعث ہوگا۔ شاید اسی کو کہتے ہیں ''تاکہ سند رہے اور بوقتِ ضرورت کام آئے۔''

وہ جو ایک تحریر نما شے آپ کی نظر سے گزری، ایک دوست کے نام خط تھا۔ پھر اُسے چھپوا دیا گیا، محض اِس خیال سے کہ شاید کسی اور کی دلچسپی کا بھی سامان ہو۔ کہ موضوع اِس کا، عمومی دلچسپی ہی کا تھا۔ لیکن یہ بات میرے حاشیۂ خیال میں بھی نہ تھی کہ کسی روز ایسی اونچی ''بارگاہِ ادب'' میں، یہی تحریر پڑھی جائے گی۔ نہ صرف پڑھی جائے گی بلکہ پسند بھی کی جائے گی۔

تعمیرِ افکار والوں نے، مجھے آپ کی بارگاہ میں پہنچا دیا۔ اِس غائبانہ احسان کا بدلہ غائبانہ دعا سے ہی شاید چکایا جا سکے۔ ہمدمِ دیرینہ حافظ صفوان محمد صاحب آپ سے اِس خط کی ''وصولی'' اور مجھ تک ''موصولی'' کا ذریعہ بنے۔ اُن کے بے شمار احسانات میں یہ تازہ ترین اضافہ تو ایسا ہے کہ زبان اظہارِ تشکر سے عاجز ہے۔

ایک ضروری تنبیہ بھی آپ نے فرمائی۔ یہ آپ کے منصب کا تقاضا تھا اور اِس پر، الحمد للہ۔ آپ کی بڑائی کا نقش دل پر اور گہرا محسوس کرتا ہوں۔ اور کیا عرض کروں۔

یہاں، سرزمینِ حجاز پر اُترے، مجھے چار سال گزر گئے۔ اِس ''مدار'' میں پہنچ تو گیا لیکن ابھی تک ''منزل'' پر نہیں پہنچا۔ ''بس ایک سودا اور ایک سر ہو کسی کے گیسوئے عنبریں کا'' کا سا معاملہ، اللہ پاک نصیب فرما دیں۔ اِس کے لیے خصوصی دعا

کی درخواست ہے۔

ابھی سٹاف روم (غرفۃ المدرسین) میں بیٹھا، یہ عریضہ لکھ رہا تھا تو ایک بزرگ سعودی استاد نے پوچھا، کیا لکھ رہے ہو۔ میں نے بتلایا کہ ہمارے استاذ الاساتذہ کے درجے کے ایک بزرگ ہیں۔ اُن کا عنایت نامہ آیا ہے اور جواب لکھ رہا ہوں۔ یقین مانیے، اِس پر وہ ایک خاص کیفیت میں چلے گئے۔ کہنے لگے: ''چھوٹوں اور بڑوں میں احترام اور استفادے کا یہ تعلق ہمارے ہاں (عرب میں) مٹ رہا ہے۔'' میں اُن سے کیا عرض کرتا، کہ اِس خط کے عالی مقام مکتوب الیہ اور اِس کا یہ مجہول الحال نویسندہ، دونوں ہی اصلاً ''عرب'' ہیں۔ آپ کو یہ بات بتانے کی ایک ''تُک'' تو یہ بنتی ہے کہ اِس سے خط، ذرا سا لمبا ہو گیا ہے۔ اور محض اِس خیال سے ہی کہ یہ جو کچھ بھی لکھا جا رہا ہے، ایک دفعہ ضرور آپ کی نظر سے گزرے گا۔ ایک ولولہ سا دل میں ابھر رہا ہے۔ اور دوسری ''تُک'' یہ کہ آپ کی دعاؤں میں، اپنا استحقاق جتلانے کی ''حریصانہ'' کوشش!

اللہ پاک آپ کو صحت و عافیت سے، تادیر سلامت رکھیں۔

والسلام مع الاکرام

نیاز آگیں

ذوالکفل بخاری

اُملج